جہات :

چیف ایگزیکٹو کی علماء کو برداشت واتحاد کی تلقین

نبی رحمت سرورِ دوعالم ﷺ کی ولادت طیبہ کے یادگار اور بابرکت دن ۱۲۔ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ / ۵ جون ۲۰۰۱ء کو وزارت مذہبی امور حکومت پاکستان کے زیر اہتمام سالانہ قومی سیرت النبی ﷺ کانفرنس میں چیف ایگزیکٹو پاکستان جنرل پرویز مشرف نے اہل علم ودانش اور تمام مکاتب فکر کے علماء ومشائخ کے نمائندہ اجتماع میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے جو فی البدیہہ تاریخی، فکر انگیز اور درد بھرا خطاب فرمایا ہے وہ بلا مبالغہ اس بات کا مصداق ہے کہ ؎

جو بات دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پَر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

جنرل صاحب نے وطن عزیز میں جہاں ناانصافی، بدامنی، ایٹمی طاقت ہونے کے باوجود معاشی بدحالی، ناخواندگی، غیر ذمہ دارانہ بیانات اور دیگر داخلی وخارجی سلگتے ہوئے پیچیدہ، حقیقی اور واقعی مسائل کی نشاندھی کی ہے وہاں علماء ومشائخ اور اصحاب منبر ومحراب کو برداشت، رواداری اور اتحاد واتفاق کا بھولا ہوا سبق یاد دلاتے ہوئے اور درد بھرے انداز میں انہیں اپنی منصبی ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہوئے کہا ہے :

"فرقہ وارانہ لڑائیوں کے باعث دنیا سمجھتی ہے کہ ہم دہشت گرد ہیں جو اپنے آپ کو مار رہے ہیں اور دنیا میں بھی جا کر دہشت گردی کرتے ہیں۔ ہم سب مسلمان ہیں۔ ایک خدا پر یقین رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں اور کلمہ گو ہیں۔ جو بھی ان باتوں پر یقین رکھتا ہے وہ مسلمان ہے چاہے وہ شیعہ سنی بریلوی یا دیوبندی ہو۔۔۔۔۔ پہلے شیعہ سنی لڑتے تھے اب دیوبندی بریلوی شروع ہوگئے ہیں۔ فرقہ واریت کی وجہ سے دنیا ہمیں دہشت گرد سمجھتی ہے، اسلام چھپ کر گولیاں مارنے اور دہشت گردی سے نہیں، اتحاد واتفاق سے پھیلا ہے۔ دوسروں سے زبردستی نظریہ نہ منوایا جائے"(۱)

۱۔ روزنامہ نوائے وقت، لاہور مورخہ ۷ / جون ۲۰۰۱ء

اہل ایمان کیلئے برداشت' رواداری' صبر وضبط' اتحاد' اتفاق' التزامِ جماعت اور مقدور بھر وحدت امت قائم رکھنے کیلئے قرآن وحدیث میں جو تاکیدات آئی ہیں اور عدم برداشت' بے صبری' امت میں تفریق اور بلاجواز اختلاف وانتشار پیدا کرنے کے جس برے انجام اور خطرناک نتائج سے آگاہ کیا گیا ہے۔ پھر خود نبی رحمت ﷺ' صحابہ کرامؓ' ائمہ اہل بیت' ائمہ مجتہدین اور علماء وفقہاء نے جن کے ہم پیروکار اور نام لیوا ہیں' برداشت' رواداری' عالی ظرفی اور امت میں تفریق پیدا کرنے سے بچنے کی جو ایمان افروز مثالیں چھوڑی ہیں' ظاہر ہے وہ انبیاء کے وارث علماء اور منبر رسول ﷺ کے جانشینوں سے مخفی نہیں۔

مسلمانوں کے اتحاد واتفاق اور باہمی اخوت ومحبت میں اللہ تعالیٰ نے جو قوت' طاقت' رعب' دبدبہ اور دینی' دنیاوی' رفاہی' معاشی' اخلاقی اور معاشرتی برکات رکھی ہیں وہ خود مسلمانوں کی نظر سے تو نادانی' کم فہمی' ناعاقبت اندیشی یا ذاتی نفسانی وقتی اور سیاسی ودنیوی اغراض ومقاصد کے باعث اوجھل ہو سکتی ہیں۔ مگر دشمنانِ دین کی نگاہوں سے مخفی نہیں۔ اس لئے ہمیشہ ان کی کوشش رہی ہے کہ امتِ مسلمہ میں تفریق پیدا کی جائے۔ چنانچہ اسلامی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ دشمنانِ اسلام نے مسلمانوں کو جہاں بھی اور جب بھی نقصان پہنچایا ہے تو مسلمانوں میں تفریق پیدا کر کے اور انہیں ایک دوسرے کے خلاف استعمال کر کے پہنچایا ہے۔

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ بامن آنچہ کرد آں آشنا کرد

اور

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اس حقیقت کے باوجود یہ بھی ایک تاریخی شہادت اور مسلمہ امر ہے کہ مسلمان' خصوصاً سیاسی' سماجی' حکومتی' دینی اور مذہبی مقتدا اور پیشوا' دانستہ یا نادانستہ اور شعوری یا غیر شعوری طور پر دشمنانِ دین کی اس گہری سازش اور گھناؤنے منصوبے کا شکار ہوتے چلے آرہے ہیں۔ مولانا الطاف حسین حالی مرحوم نے اس قابلِ افسوس اور دردناک صورت کا نقشہ یوں کھینچا تھا :

بڑھے جس سے نفرت وہ تقریر کرنی
جگر جس سے شق ہوں وہ تحریر کرنی

گنہ گار ہندوں کی تحقیر کرنی
مسلمان بھائی کی تکفیر کرنی
اگر اعتراض اس کی نکلا زبان سے
تو آنا سلامت ہے دشوار واں سے
کبھی وہ گلے کی رگیں ہیں پھیلاتے
کبھی جھاگ پر جھاگ ہیں منہ پہ لاتے
کبھی خوک اور سگ ہیں اس کو بتاتے
کبھی مارنے کو عصا ہیں اٹھاتے
ستوں چشم بددور ہیں آپ دین کے
نمونہ ہیں خلق رسول ﷺ امین کے

اس وقت بھی سیاسی، دینی و مذہبی اور فروعی مسائل میں جن فطری اختلافات کو قرون اولی کی طرح لوگوں کیلئے رحمت اور توسع وسہولت کا باعث بنناچاہیے تھا اگر پاکستان میں زحمت، تنگی، عدم برداشت، مخاصمت، محاذ آرائی، باہمی عداوت، ایک دوسرے سے دوری، نفرت، فرقہ پرستی، گروہ بندی اور مستقل تفریق کی وجہ بنے ہوئے ہیں۔ جن کی طرف چیف ایگزیکٹو نے اشارہ کیا ہے، تو یقیناً اس میں بھی ان خفیہ طاقتوں کا ہاتھ ہے جن کی آنکھوں میں عالم اسلام کی واحد ایٹمی طاقت کا وجود کھٹکتا رہتا ہے۔ اور جو کسی قیمت پر اس میں امن وسکون اور اس کی ترقی وخوشحالی کو نہیں دیکھنا چاہتیں۔

پاکستان کے موجودہ داخلی وخارجی حالات کے پیش نظر جملہ اہل وطن، خصوصاً علماء و مشائخ کو دشمن کی اس چال کو سمجھتے ہوئے اپنے اندر وسعت ظرفی، وسیع القلبی، رواداری، برداشت اور نقطہ نظر کے اختلاف کے باوجود ائمہ اسلاف کی طرح ایک دوسرے کے احترام کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ ہمارے ہاں بالعموم جن مسائل پر سر پھٹول ہو رہی ہے، ایک دوسرے کو گولیوں کا نشانہ بنایا جارہا ہے اور جن کی بنیاد پر مستقل گروہ فرقے، جماعتیں، تنظیمیں، تحریکیں، سپاہیں ”نرسری“ کی طرح اگ رہی ہیں، یہاں ان کی شرعی حیثیت کی یاد دہانی کرانا اور ان مسائل میں ائمہ اسلاف کی عالی ظرفی وسیع الخیالی اور رواداری پر ایک نظر ڈال لینا غیر مناسب نہیں ہوگا۔

چنانچہ اہل علم اور اہل انصاف بخوبی جانتے ہیں کہ ائمہ مجتہدین اور فقہاء کرام کے درمیان اختلاف اصولی، اساسی، قطعی الثبوت وصریح الدلالۃ اور منصوص احکام یا قرآن مجید کے

الفاظ میں "بینات" کے اندر نہیں ہوا بلکہ ان مسائل واحکام میں ہوا ہے جو اپنے ثبوت صحت اور دلالت میں قطعی نہیں بلکہ ظنی ہیں اور ان پر دین کا مدار بھی نہیں۔ دوسرے وہ فروعی قسم کے غیر منصوص احکام و مسائل ہیں۔ پھر ان کے اندر بھی ائمہ مجتہدین بقول علامہ زاہد الکوثری "دو تہائی مسائل میں ایک دوسرے کے ساتھ متفق ہیں اور باقی ایک تہائی مسائل میں بھی جائز اور ناجائز کا اختلاف نہیں بلکہ فتوی اور تقوی اور عدم اولیٰ اور احوط وایسر کا اختلاف ہے"۔ (۱)

مشہور حنفی فقیہ اور مفسر امام جصاص کے مطابق "فقہاء کا اختلاف ان امور میں صرف اس حد تک ہے کہ افضل اور بہتر کیا ہے۔ (۲)

یہی وجہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کی تغلیط نہیں کرتے تھے۔ ابن عبدالبر نے یحی ابن سعید کا یہ قول نقل کیا ہے: "فتوے ہمیشہ سے چلے آرہے ہیں، ایک مفتی کا فتوی دوسرے سے مختلف بھی ہوتا ہے مگر کوئی کسی کو گمراہ نہیں سمجھتا۔" (۳)

انہی عبدالبر نے امام عصر حضرت لیث بن سعد کا یہ ایمان افروز قول نقل کیا ہے کہ "فتوی دینے والے لوگ ہمیشہ سے فتوی دیتے ہوئے اگرچہ کسی چیز کو حلال اور کسی چیز کو حرام ٹھہراتے چلے آرہے ہیں لیکن ان فتوی دینے والوں میں کسی کو نہیں پایا گیا کہ حرام قرار دینے والے یہ سمجھتے ہوں کہ حلال ٹھہرانے والے تباہ ہوگئے (یعنی دین سے خارج ہو کر نجات سے محروم ہوگئے) اسی طرح حلال ٹھہرانے والوں نے کبھی یہ نہ سمجھا کہ اس مسئلہ میں حرمت کا فتوی دینے والے ہلاک و تباہ ہوگئے" (۴)

مسائل میں اختلاف رکھنے کے باوجود آج تک کسی سے یہ مروی نہیں کہ وہ ایک دوسرے پیچھے نماز پڑھنے کو غلط سمجھتے ہوں۔ (۵)

ائمہ میں باہمی اختلافات چونکہ کسی ذاتی غرض، نام و نمود، پارٹی بازی اور شہرت علمی کیلئے نہیں تھے۔ بلکہ محض اپنا اپنا ایک نقطہ نظر تھا۔ اس لئے یہ اختلافات ان کے باہمی تعلقات، مراسم

۱۔ علامہ زاہد الکوثری، مقالات الکوثری، طبع سعید کمپنی کراچی، ص ۱۲۱

۲۔ احکام القرآن : ۱: ۴ : ۲ بحوالہ مولانا مناظر احسن گیلانی، مقدمہ تدوین فقہ، ص ۱۲۳، مکتبہ رشیدیہ، لاہور

۳۔ ابن عبدالبر : جامع بیان العلم وفضلہ (اردو ترجمہ) ص ۱۷۱، ندوۃ المصنفین، دہلی

۴۔ بحوالہ مولانا مناظر احسن گیلانی، تدوین حدیث، ص ۴۳۲، مجلس علمی کراچی

۵۔ مقدمہ تدوین فقہ از مولانا مناظر احسن گیلانی، ص ۲۴۲

استفادے اور تعظیم و تکریم میں کبھی رکاوٹ نہ بنے۔ امام ابو حنیفہؒ کا حرمین شریفین جانا' امام مالکؒ سے علمی مجالس' مذاکرے' افادہ و استفادہ' امام شافعیؒ کا امام مالکؒ اور پھر امام محمدؒ کے پاس علم حاصل کرنا' اسی طرح امام احمد بن حنبل کا امام شافعیؒ کی شاگردی اختیار کرنا وغیرہ چنداں محتاج بیان نہیں۔ وہ تو ایک دوسرے کی قبروں کا بھی احترام کرتے تھے۔ امام شافعیؒ کا امام ابو حنیفہؒ کے مزار پر نماز فجر میں قنوت نہ پڑھنا اور یہ فرمانا کہ :

"کیف اقنت بحضرة الامام وھو لا یقول به"(۱)

(امام ابو حنیفہؒ کے سامنے (مزار پر) کیسے دعائے قنوت پڑھوں' جبکہ وہ اس کے قائل نہ تھے)

غایت درجے کا احترام نہیں تو اور کیا ہے۔

شعرانی' ابن عبد البر اور شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور دیگر تذکرہ نگاروں نے امام مالکؒ کا یہ سبق آموز اور ایمان افروز واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک موقعہ پر ابو جعفر منصور (عباسی خلیفہ) خود اس بات کی خواہش ظاہر کرتا ہے کہ وہ موطا امام مالک کو دستور کے طور پر ساری مملکتِ اسلامی میں نافذ کرنا اور باقی فقہی آراء پر عمل کرنے سے عوام کو روک دینا چاہتا ہے' تو امام مالکؒ اپنے آپ ہی کو برحق سمجھتے ہوتے تو اس سے بڑھ کر ان کے پاس کوئی غنیمت موقع نہ تھا کہ بزور طاقت اپنا مسلک منوا لیتے اور اپنے معاصرین کو نیچا دکھاتے' مگر امام موصوف نے جس کمال انصاف اور حقیقت پسندی کا مظاہرہ کیا وہ آب زریں سے لکھنے کے قابل ہے۔ فرمایا :

"اے امیر المؤمنین !ایسا ہرگز نہ کیجئے کیونکہ مسلمانوں کے پاس (دوسرے فقہاء کے) اقوال پہلے پہنچ چکے ہیں۔ احادیث بھی وہ سن چکے ہیں اور روایات روایت کر چکے ہیں۔ لوگوں کے پاس جو بات پہلے پہنچ چکی ہے وہ اس پر عمل پیرا ہو چکے ہیں۔ پس چاہیے کہ ہر آبادی کے باشندے جو باتیں اپنے لئے پسند اور اختیار کر چکے ہیں انہی کے ساتھ ان کو چھوڑ دیا جائے"

یہ سن کر خلیفہ نے جس کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ قانون کا درجہ رکھتا تھا کہا :

"خدا! اگر آپ مجھ سے اتفاق کرتے تو میں اپنے ارادے پر ضرور عمل کرتا"(۲)

۱۔ مقدمہ تدوین فقہ از مولانا مناظر احسن گیلانی' ص ۲۰۸

۲۔(الف) الشعرانی :المیزان الکبری' طبع قاہرہ' ج ا' ص : ۴۶

(ب) ابن عبد البر : جامع بیان العلم وفضلہ (اردو ترجمہ) ص ۹۸' ندوۃ المصنفین' دہلی

(ج) شاہ ولی اللہ :الانصاف فی بیان سبب الاختلاف (اردو ترجمہ) ص ۲۲' مکتبہ رشیدیہ' لاہور

ہمارے وطن عزیز میں اکثریت اہل سنت وجماعت کی ہے۔ مشہور حنفی فقیہ علامہ ابن نجیمؒ نے "البحر الرائق" میں اہل السنّت والجماعت کی دس نشانیاں لکھی ہیں جن میں سے تین کا تعلق چونکہ زیر بحث موضوع (برداشت 'رواداری اور اتحاد واتفاق امت) سے ہے اس لئے ان کا درج کردینا بھی ضروری ہے تاکہ کم از کم "سنی" کہلانے والے حضرات ان نشانیوں کو دیکھ کر اپنے سنی ہونے کا جائزہ لے سکیں۔ فرمایا :

والثالث: یری الجماعة والعید ین خلف کل بروفاجر

والثامن: لایکفراحدامن اهل القبلة بذنب

والعاشر: یری الجماعة رحمة والفرقة عذابا

(ایک سنی کی تیسری علامت یہ ہے کہ وہ ہر نیک وفاجر کے پیچھے عیدین اور دوسری نمازوں کو جائز سمجھتا ہے اور آٹھویں علامت یہ ہے کہ وہ اہل قبلہ میں سے کسی ایک کی بھی اس کے کسی گناہ کے باعث تکفیر نہیں کرتا اور دسویں یہ کہ وہ جماعت (اتحاد واتفاق) کو رحمت اور تفریق کو عذاب تصور کرتا ہے)(۱)

آخر میں چیف ایگزیکٹو' امن وامان کے ذمہ دار حکومتی اہل کاروں اور دیگر اہل وطن کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرانا بھی ضروری ہے کہ وطن عزیز میں برداشت 'رواداری' اتحاد واتفاق اور باہمی اخوت ومحبت کا ماحول پیدا کرنے کیلئے محض زبانی کلامی تلقین وترغیب کافی نہیں بلکہ اس کیلئے خود عملی طور پر نمونہ پیش کرنا اور قانون کو حرکت میں لانا بھی ناگزیر ہے۔ علماء کے روپ میں جو مفاد پرست اور نیم خواندہ واعظین 'ذاکرین اور خطباء منبر رسول ﷺ پر بیٹھ کر اپنی سیاسی یا گروہی دوکان چمکانے کیلئے امت کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کریں 'لوگوں کے آرام وسکون کو غارت کریں یا نوجوانوں کے فرقہ وارانہ مذہبی جذبات کو بھڑکا کر شہریوں کے جان ومال اور عزت وآبرو کیلئے خطرے کا باعث بنیں' ان کی نہ صرف یہ کہ ہر سطح پر حوصلہ شکنی کی جائے بلکہ انہیں قانون کے مطابق سزائیں بھی دی جائیں۔

ہمارے ہاں یہ بات بھی ایک المیہ سے کم نہیں کہ مذہبی 'دینی اور عوامی حلقوں میں مجالس وعظ' مجالس عزا' تبلیغی اجتماعات' دینی کانفرنسوں اور جلسوں میں سنجیدہ علمی اور فکری گفتگو

۱۔ البحر الرائق : ج ۸' ص ۱۸۲ (کتاب الکراھیة) مصر

کرنے والے اہل علم کی بجائے ان نیم خواندہ مگر جوشیلے اور شعلہ بیان واعظین کی عزت افزائی اور قدرو منزلت ہوتی ہے جو فرقہ وارانہ جذبات کو مشتعل کر کے مخالفین اور حکومت پر دباؤ ڈالنے کا فن جانتے ہیں۔اور پھر دباؤ میں آکر حکومت بھی ایسے ہی لوگوں کو نمائندگی دیتی ہے۔اور یوں ان کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔لہذا فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور دوسرے نقطہ نظر کو برداشت کرنے کی فضا پیدا کرنے کیلئے ایسے فرقہ پرست اور تشدد پسند عناصر کی ہر جگہ حوصلہ شکنی کی جانا ضروری ہے۔

اللہ کرے چیف ایگزیکٹو کی یہ تلقین اور اسلاف کے درج بالا اقوال واحوال صدا بصحرا ثابت نہ ہوں اور وطن عزیز امن وامان' اتحاد واتفاق اور اخوت ومحبت کا گہوارہ بنے۔آمین۔

(وما علینا الا البلاغ)

(مدیر مسئول)